ہمدرد شوریٰ پاکستان

مئی 2025

مدیر اعلیٰ: قومی صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان
محترمہ سعدیہ راشد

جلد.............4
شمارہ: 2025

موضوعِ فکر

''پاکستان کا پانی کا مسئلہ: تکنیکی یا سیاسی؟''

............نکاتِ فکر ہمدرد شوریٰ............

اجلاس کراچی	14 مئی 2025
اجلاس پشاور	13 مئی 2025
اجلاس راولپنڈی/اسلام آباد	6 مئی 2025
اجلاس لاہور	7 مئی 2025

ترتیب و پیشکش
ایونٹس/ پروگرام/ پبلی کیشنز
ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، مرکزی دفتر کراچی

16 ویں منزل، بحریہ ٹاؤن ٹاور، پی ای سی ایچ ایس بلاک 2،
کراچی پاکستان 75400 ٹیلی فون: 021-38241611

مرتب کردہ:
ڈاکٹر ثناء غوری

رپورٹ

محمد نعمان قیوم	پشاور
حیات محمد بھٹی	راولپنڈی/ اسلام آباد
سید علی بخاری	لاہور
ڈاکٹر ثناء غوری	کراچی

ہمدرد شوریٰ کے اراکین کی رائے سے
ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

ہمدرد شوریٰ پاکستان کے اجلاس

موضوع بحث:

"پاکستان کا پانی کا مسئلہ: تکنیکی یا سیاسی؟"

پاکستان کو درپیش آبی صورتحال وقت کے ساتھ ساتھ ایک پیچیدہ اور کثیر الجہتی چیلنج کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ پانی، جو زندگی کی بقا کا بنیادی ذریعہ ہے، اب صرف زراعت یا صنعت کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ یہ ملکی معیشت، غذائی تحفظ، داخلی اتحاد اور علاقائی روابط سے جڑا ایک وسیع تر قومی معاملہ بن چکا ہے۔ بدقسمتی سے وطنِ عزیز میں پانی کی دستیابی، تقسیم، ذخیرہ اندوزی اور پائیدار استعمال کے حوالے سے کئی ایسی رکاوٹیں موجود ہیں جو اس قیمتی نعمت کو ضایع کر رہی ہیں۔

تکنیکی سطح پر ہم ایسے نہری نظام پر انحصار کر رہے ہیں جو گزشتہ صدی کے اوائل میں وضع کیا گیا تھا۔ آج کی ضروریات اور موسمیاتی تبدیلیوں کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ زیرِ زمین پانی کے بے تحاشا استعمال، پانی کے ضیاع، اور ذخائر کی کمی نے صورتحال کو مزید تشویشناک بنا دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی مسائل جنم لے چکے ہیں، جہاں ہمسایہ ملک کی جانب سے معاہدوں کی خلاف ورزی اور دریائی پانی کے بہاؤ میں مداخلت نے خطرات کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔

داخلی طور پر بھی صوبوں کے درمیان اعتماد کا فقدان، پالیسی سازی میں تسلسل کی کمی، اور طویل المدتی منصوبہ بندی سے گریز ایسے عوامل ہیں جنہوں نے مسئلے کو صرف انتظامی چیلنج نہیں بلکہ ایک حساس سیاسی موضوع بنا دیا ہے۔ جب تک تمام اکائیاں یکسوئی اور سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے کی نوعیت کو نہیں سمجھتیں، اس وقت تک کسی بھی پالیسی یا حکمتِ عملی کے نتائج مؤثر نہیں ہوں گے۔

یہ پس منظر اس اَمر کا متقاضی ہے کہ ہم ایک اجتماعی مکالمے کا آغاز کریں، جس میں صرف ماہرین یا پالیسی ساز ہی نہیں بلکہ ہر سطح پر عوامی شعور کی بیداری کو بھی مرکزی حیثیت دی جائے۔ اسی ضرورت کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ اجلاس ترتیب دیا گیا ہے، تاکہ مختلف زاویوں سے پانی کے مسئلے کا جائزہ لیا جا سکے، اس کی تکنیکی اور سیاسی جہتوں کو سمجھا جا سکے اور ایک قابلِ عمل حکمتِ عملی کی بنیاد رکھی جا سکے۔

موضوع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے، ہمدرد شوریٰ پاکستان کی قومی صدر محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے ہمدرد شوریٰ پاکستان کے اجلاس مئی 2025ء کے لیے "پاکستان کا پانی کا مسئلہ: تکنیکی یا سیاسی؟" کو موضوعِ بحث تجویز کیا۔ اس اجلاس کا انعقاد پاکستان کے مختلف شہروں، پشاور، راولپنڈی/اسلام آباد، لاہور، اور کراچی میں کیا گیا۔ مجالس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے کیا گیا۔ محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ، قومی صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان، نے اپنے پیغام میں اراکینِ شوریٰ کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ:

پانی صرف ایک قدرتی وسائل نہیں، پاکستان کے لیے یہ زندگی، زراعت، معیشت اور قومی سلامتی کا مسئلہ ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان اس وقت ایک شدید آبی بحران سے دوچار ہے، جو بیک وقت تکنیکی کمزوریوں، داخلی سیاسی الجھنوں اور بھارت کے ساتھ ایک نازک علاقائی تنازعے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ تکنیکی طور پر، پاکستان کا نہری نظام فرسودہ ہو چکا ہے۔ نہروں سے کھیتوں تک جانے والے آبی راستے، جنہیں "کھالیں" کہتے ہیں، کچے اور ناقص ہیں۔ ان میں 30 سے 40 فیصد پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ بڑے آبی ذخائر کی شدید کمی ہے۔ تربیلا، منگلا اور چشمہ جیسے ڈیمز اپنی گنجائش کی حد پر پہنچ چکے ہیں اور گزشتہ پانچ دہائیوں سے کوئی نیا بڑا ڈیم نہیں بنا۔ زیرِ زمین پانی کا غیر منظم استعمال اور ٹیوب ویلز کی بھرمار نے آبی توازن بگاڑ دیا ہے۔ موسمیاتی تبدیلی بھی صورتحال کو بدتر بنا رہی ہے۔ گلیشیئرز تیزی سے پگھل رہے ہیں، جس سے سیلاب اور خشک سالی کا دورانیہ غیر متوقع ہو گیا ہے۔ سیاسی سطح پر، پانی کا مسئلہ بھارت کے ساتھ سب سے بڑا تنازع بن چکا ہے۔ 1960 میں طے پانے والا سندھ طاس معاہدہ پاکستان کو مغربی دریاؤں (سندھ، جہلم، چناب) کے پانی کی ضمانت دیتا ہے، مگر بھارت کی جانب سے ان دریاؤں پر ڈیم اور دیگر منصوبے بنانا معاہدے کی روح کے منافی ہے۔ حالیہ دنوں میں بھارت نے ایک دہشت گردی کے واقعے کو جواز بنا کر معاہدہ معطل کرنے کا اعلان کیا، جو ایک بین الاقوامی معاہدے کی

خلاف ورزی ہے۔ بھارت خود بھی چین کے زیر تعمیر برہم پترا ڈیم سے خطرات محسوس کر رہا ہے، مگر پاکستان کے خلاف پانی کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ پاکستان کے اندر بھی پانی کی تقسیم پر اختلافات ہیں، خاص طور پر سندھ اور پنجاب کے درمیان۔ بعض سیاسی قوتیں اس مسئلے کو قوم پرستی کا رنگ دے کر مزید بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔ وفاقی سطح پر واٹر پالیسی 2018 میں بنی، لیکن اس پر عملدرآمد نہ ہونے کے برابر ہے۔ طویل المدتی منصوبہ بندی کا فقدان، ماہرین اور پالیسی سازوں کے درمیان رابطے کی کمی، اور عوامی شعور کی کمی نے اس مسئلے کو مزید گھمبیر بنا دیا ہے۔ آخرکار، پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ تکنیکی اصلاحات (نئے ڈیمز، نہری نظام کی مرمت، پانی کی بچت) کے ساتھ ساتھ سیاسی سطح پر بھی فعال کردار ادا کرے: بھارت کی معاہدہ شکنی کو عالمی سطح پر اجاگر کرے، صوبوں کے درمیان اعتماد بحال کرے، اور پانی کو صرف وسائل نہیں بلکہ قومی سلامتی کا معاملہ سمجھے۔ میں محترم اراکین شوریٰ کو دعوت دیتی ہوں کہ وہ اس اہم اجلاس میں شرکت فرمائیں اور اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

ہمدرد شوریٰ (کراچی) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (کراچی) کا اجلاس صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان محترمہ سعدیہ راشد کی زیرِ صدارت منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں محترم جنرل (ر) معین الدین حیدر (اسپیکر)، محترم کرنل (ر) مختار احمد بٹ (ڈپٹی اسپیکر)، محترم ظفر اقبال، محترم پروفیسر حکیم عبدالحنان، محترم جسٹس ضیاء پرویز، محترم رضوان احمد، محترم امجد علی جعفری، محترمہ ڈاکٹر رضوانہ انصاری اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (کراچی) ڈائریکٹر سید محمد ارسلان، پروگرام اینڈ پبلیکیشن ڈپارٹمنٹ سے محترمہ ڈاکٹر ثناء غوری صاحبہ نے شرکت فرمائی۔

محترم اسپیکر اپنے کلیدی خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر جو پانی نازل کیا ہے، اس کی مقدار کو پہلے ہی متعین فرما دی ہے۔ قرآن مجید کے مطابق پانی کا نظام ایک خدائی تدبیر کے تحت ہے جو مقررہ اصولوں کے تحت مسلسل جاری و ساری ہے۔ بارش کا برسنا، گلیشیئرز کا پگھلنا، دریا کا بہاؤ، یہ سب فطری قوانین کے مطابق رواں دواں ہیں۔ مگر انسانی آبادی میں تیز رفتار اضافہ اور وسائل کے غیر منصفانہ استعمال نے پانی کو ایک نایاب اور قیمتی اثاثہ بنا دیا ہے۔ آج دنیا کے کئی ممالک کی طرح پاکستان بھی پانی کی شدید قلت کا شکار ہے۔

پاکستان کو اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ دستیاب پانی کو محفوظ بنانے کے لیے مؤثر، جامع اور طویل المدتی منصوبے اپنائے۔ ڈیموں کی تعمیر اس حوالے سے بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ اگر بارش یا گلیشیئرز سے آنے والا پانی بروقت محفوظ نہ کیا جائے تو وہ ضائع ہو کر سمندر میں جا گرتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان نے گزشتہ کئی دہائیوں سے نئے آبی ذخائر کی تعمیر کو نظرانداز کیا، جس کے نتیجے میں ملک آج شدید آبی بحران کی دہلیز پر کھڑا ہے۔ اس صورتحال کا باعث بیرونی سازشیں نہیں بلکہ ہماری اپنی داخلی کمزوریاں، سیاسی عدم اتفاق، علاقائی تعصّبات، فنڈز کی کمی اور فیصلہ سازی کی تاخیر ہیں، جن کی وجہ سے کئی اہم ڈیم صرف فائلوں میں محدود رہ گئے ہیں۔

پانی کی تقسیم سے متعلق ایک اہم موضوع سندھ طاس معاہدہ ہے، جسے اکثر لوگ مکمل سمجھے بغیر ہی اس پر رائے قائم کرتے ہیں۔ 1960 میں ہونے والا یہ معاہدہ پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کی تقسیم کا ایک بین الاقوامی ضابطہ ہے، جس کے مطابق تین مغربی دریائے سندھ، جہلم اور چناب۔ پاکستان کے لیے مخصوص کیے گئے، جبکہ تین مشرقی دریائے راوی، بیاس اور ستلج بھارت کے حصے میں آئے۔ معاہدے کی متعدد شقیں واضح اور باقاعدہ انداز میں طے کی گئیں، جیسے کہ بھارت اپنے زیرِ انتظام کشمیر میں بجلی پیدا کرنے کے لیے ''رن آف دی ریور'' نظام استعمال کرے گا، جس میں پانی کو ذخیرہ نہیں کیا جا سکتا، سوائے برسات کے موسم میں۔ لیکن بھارت نے بعض مواقع پر خشک موسم میں پانی روک کر معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ حال ہی میں بھارتی حکام کی طرف سے پاکستان کو ایک قطرہ پانی نہ دینے کا بیان سامنے آیا، جو نہ صرف اشتعال انگیز ہے بلکہ معاہدے کی روح کے بھی خلاف ہے۔ انڈس واٹر ٹریٹی کی موجودہ شقیں بھارت کو یہ اجازت نہیں دیتیں کہ وہ کشمیر سے نکلنے والے دریاؤں کا پانی جموں یا

ہریانہ کی طرف منتقل کرے، اور اگر وہ ایسا کرنا بھی چاہے تو اسے پہاڑوں کے اندر سرنگیں بنا کر پانی منتقل کرنا ہوگا، جو ایک انتہائی مہنگا اور طویل مدتی منصوبہ ہوگا جسے مکمل ہونے میں دہائی لگ سکتی ہے۔

اسی معاہدے کے تحت پاکستان کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ اپنے حصے کا پانی محفوظ بنانے کے لیے بڑے ڈیم تعمیر کرے تاکہ زراعت کو تسلسل سے پانی مہیا ہو سکے۔ تربیلا اور منگلا ڈیم اسی ہدایت پر تعمیر کیے گئے، لیکن اس کے بعد طویل عرصے تک کوئی بڑا ڈیم نہیں بنایا گیا، جس کی وجہ سے آج پاکستان کو پانی کے شدید بحران کا سامنا ہے۔ دریائے سندھ کے بیسن میں زراعت کو برقرار رکھنے کے لیے حکومت پاکستان نے لنک کینالز بھی بنائیں، جیسے مرالہ-راوی لنک اور سلیمانکی-بیلوکی لنک، جو کہ صرف نالے نہیں بلکہ پختہ اور مضبوط نہریں ہیں۔ ان منصوبوں میں عالمی اداروں، خاص طور پر ورلڈ بینک کی معاونت بھی شامل تھی۔

بعض حلقے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جنرل پرویز مشرف کے دور میں نہ کوئی ڈیم بنایا گیا اور نہ ہی بجلی پیدا ہوئی، لیکن یہ دعویٰ حقیقت پر مبنی نہیں۔ مشرف دور میں میرانی ڈیم مکمل کیا گیا، جس سے بلوچستان کے بعض علاقوں کو پانی کی فراہمی ممکن ہوئی۔ یہ منصوبہ دراصل 40 سال پرانی اُس تجویز کی بنیاد پر مکمل ہوا، جس میں روس نے بلوچستان میں پانی کی قلت ختم کرنے کے لیے مدد کی پیشکش کی تھی، لیکن امریکی دباؤ کے باعث یہ منصوبہ نہ بن سکا۔ مشرف حکومت نے نہ صرف میرانی ڈیم کو حقیقت بنایا، بلکہ چوٹیاری ڈیم جیسے دیگر منصوبے بھی شروع کیے۔ ان علاقوں میں سیکیورٹی مسائل کے باعث انجینیئرز کو جانی نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

2000ء میں کابینہ نے فیصلہ کیا کہ ایک جامع اور طویل المدتی آبی منصوبہ تیار کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے چیئرمین کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ چھ ماہ میں ایسی رپورٹ پیش کریں، جس میں ممکنہ ڈیمز کے مقامات کا تعین کیا جائے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں نئے ڈیمز صرف پہاڑی علاقوں میں بن سکتے ہیں کیونکہ پانی کا بڑا حصہ انہی علاقوں سے آتا ہے۔ ان منصوبوں میں اسکردو، واسو، مہمند اور دیامر بھاشا ڈیم شامل تھے۔ دیامر بھاشا ڈیم ایک میگا پراجیکٹ ہے جو مکمل ہو جائے تو پاکستان میں زراعت اور توانائی کے میدان میں انقلاب آ سکتا ہے۔

منگلا اور تربیلا ڈیم وقت کے ساتھ اپنی اصل ذخیرہ گنجائش کا بڑا حصہ کھو چکے ہیں۔ منگلا ڈیم کی ابتدائی گنجائش 7.5 ملین ایکڑ فٹ اور تربیلا کی 11.6 ملین ایکڑ فٹ تھی، جو اب ایک تہائی تک کم ہو چکی ہے۔ اس کی بڑی وجہ ریت اور مٹی کا ذخیرہ ہے، جسے مکمل طور پر صاف کرنا موجودہ ٹیکنالوجی سے ممکن نہیں۔ اگرچہ منگلا کی بلندی میں اضافہ کیا گیا تاکہ گنجائش میں بہتری آئے، مگر یہ صرف ایک وقتی حل ہے۔

پاکستان میں ہر سال تقریباً 35 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں چلا جاتا ہے، جبکہ منگلا اور تربیلا کی مجموعی گنجائش صرف 19 ملین ایکڑ فٹ ہے۔ اس صورتحال میں بعض عالمی اور بھارتی شخصیات پاکستان پر پانی محفوظ نہ کرنے کا الزام لگاتی ہیں۔ مقامی حلقے کہتے ہیں کہ سمندر میں کچھ مقدار میں پانی جانا ماحولیاتی نظام کے لیے ضروری ہے، لیکن ماہرین کے مطابق 10 ملین ایکڑ فٹ سے زیادہ میٹھے پانی کی ضرورت نہیں ہوتی، اس لیے اس سے زیادہ پانی کا ضیاع ایک خطرہ ہے۔

پانی کے مسئلے پر سندھ کی طرف سے اکثر یہ اعتراض اٹھتا ہے کہ اگر اپر انڈس میں پانی نہیں تو ڈیم بنانے کا فائدہ کیا؟ بارش کے موسم میں پانی کی بھرمار کے باوجود ہم اسے محفوظ نہیں کر پاتے۔ 1991 کے پانی معاہدے پر بھی اختلافات موجود ہیں، کچھ حلقے پنجاب پر پانی روکنے کا الزام لگاتے ہیں، جبکہ بلوچستان اپنا حصہ مکمل استعمال نہیں کر پاتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے پرویز مشرف کے دور میں کچھی کینال منصوبہ شروع کیا گیا تھا، جو بلوچستان میں زرعی انقلاب لا سکتا تھا، مگر سیکیورٹی اور سیاسی وجوہات کے باعث تاحال مکمل نہیں ہو سکا۔

میرانی ڈیم وفاقی حکومت نے مکمل کر دیا، لیکن صوبائی حکومت کی طرف سے نہری نظام مکمل نہ ہونے کے باعث اس سے بھرپور فائدہ نہ اٹھایا جا سکا۔ پاکستان میں اندازاً 40 فیصد پانی ضائع ہو جاتا ہے، اور اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ورلڈ بینک سمیت مختلف اداروں نے بارہا توجہ

دلائی ہے۔ ہمیں اب سنجیدگی سے پانی کے تحفظ، ذخیرہ، تقسیم اور استعمال کے تمام پہلوؤں پر غور کرنا ہوگا، ورنہ آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔

فاضل اراکین شوریٰ نے موضوع کا تفصیلی جائزہ لیا۔ ان کی بحث اور تبادلہء خیال سے مندرجہ ذیل نکات مرتب ہوئے ہیں:

☆ ملک میں نئے ڈیموں کی تعمیر فوری طور پر شروع کی جائے تاکہ بارش اور گلیشیئرز سے آنے والا پانی محفوظ کیا جاسکے۔

☆ پانی کے ذخیرے کے لیے جامع، مؤثر اور طویل المدتی پالیسیوں پر عمل کیا جائے۔

☆ آبی منصوبہ بندی کو قومی ترجیح بنایا جائے اور اسے سیاسی اختلافات سے بالاتر رکھا جائے۔

☆ ڈیموں کی فزیبلٹی رپورٹس تیار کرنے کے بعد ان پر فوری عملدرآمد یقینی بنایا جائے۔

☆ فنڈز کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے بجٹ میں واضح حصہ مختص کیا جائے۔

☆ آبی ذخائر کی تعمیر میں علاقائی تعصّبات کو ختم کر کے قومی مفاد کو مقدم رکھا جائے۔

☆ بھارت کی جانب سے سندھ طاس معاہدے کی ممکنہ خلاف ورزیوں کا بین الاقوامی سطح پر مؤثر جواب دیا جائے۔

☆ آبی معاہدوں پر عملدرآمد کی نگرانی کے لیے ایک فعال ادارہ تشکیل دیا جائے۔

☆ تربیلا اور منگلا جیسے پرانے ڈیموں کی گنجائش بحال کرنے کے لیے تکنیکی اقدامات کیے جائیں۔

☆ دریاؤں میں پانی کے بہاؤ کو بہتر بنانے کے لیے نہری نظام کی مرمت اور بہتری کی جائے۔

☆ موجودہ آبی ذخائر کو سلیٹ اور مٹی سے صاف کرنے کی ٹیکنالوجی پر تحقیق اور سرمایہ کاری کی جائے۔

☆ اضافی پانی سمندر میں گرنے سے بچانے کے لیے درمیانے درجے کے ذخائر بھی تعمیر کیے جائیں۔

☆ واٹر مینجمنٹ پر عوامی شعور اجاگر کرنے کے لیے قومی مہم چلائی جائے۔

☆ زراعت میں جدید آبپاشی نظام، جیسے ڈرِپ اریگیشن، متعارف کروایا جائے۔

☆ پانی کی تقسیم سے متعلق صوبوں کے درمیان باہمی اعتماد کو فروغ دینے کے لیے مذاکرات کا عمل تیز کیا جائے۔

☆ بلوچستان جیسے پسماندہ علاقوں کے لیے زیرِ زمین پانی ذخائر کی تلاش اور ترقی کی جائے۔

☆ ضائع ہونے والے 40 فیصد پانی کو بچانے کے لیے نہروں میں لیکیج کنٹرول کیا جائے۔

☆ میرانی ڈیم جیسے منصوبوں کے ساتھ متعلقہ نہری نظام کو فوری طور پر مکمل کیا جائے۔

☆ واٹر پالیسی پر عملدرآمد کے لیے وفاقی وصوبائی سطح پر مشترکہ واٹر بورڈ تشکیل دیا جائے۔

☆ ورلڈ بینک اور دیگر اداروں کی معاونت سے آبی منصوبوں میں شفاف سرمایہ کاری یقینی بنائی جائے۔

☆ دیامر بھاشا جیسے میگا پراجیکٹس کی تعمیر میں رکاوٹیں دور کر کے جلد مکمل کیا جائے۔

☆ ندی نالوں اور برساتی پانی کو ذخیرہ کرنے کے لیے چھوٹے آبی ذخائر تعمیر کیے جائیں۔

☆ پرانی رپورٹس، جیسے چیئرمین بکار کی رپورٹ، کو دوبارہ فعال کر کے ان پر عمل کیا جائے۔

☆ سیکیورٹی خدشات والے علاقوں میں انجینئرز اور ورکرز کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے تاکہ کام میں تاخیر نہ ہو۔

☆ مستقبل میں پانی کے بحران سے بچنے کے لیے ہر سطح پر مؤثر فیصلہ سازی اور اس پر فوری عمل کیا جائے۔

☆ بھارت کی جانب سے سندھ طاس معاہدے کو یکطرفہ ختم کرنے کی صورت میں پاکستان کو بین الاقوامی قوانین کے تحت اپنے پانی کے حقوق کے تحفظ کے لیے سفارتی اور قانونی راستے اختیار کرنے چاہییں۔

☆ ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نمٹنے کے لیے حکومت کو عالمی اداروں کے ساتھ مل کر جامع حکمتِ عملی وضع کرنی چاہیے۔

☆ فصلوں کی کاشت میں تبدیلی لائی جائے اور ایسی فصلیں اگائی جائیں جنہیں کم پانی کی ضرورت ہو، جیسے گندم یا باجرہ۔

☆ زرعی پالیسی کا ازسرِ نو جائزہ لیا جائے تاکہ پانی کی بچت کو مرکزی اہمیت حاصل ہو۔

☆ پانی کی ری سائیکلنگ اور ریورس آسموسس جیسے جدید ٹیکنالوجی کے منصوبوں کو بڑے پیمانے پر نافذ کیا جائے، خاص طور پر شہری علاقوں میں۔

☆ نہری نظام کی مرمت اور بہتری کی جائے تاکہ سیپج اور پانی کی چوری کو روکا جاسکے۔

☆ پانی کے ذخائر اور تقسیم کے نظام میں شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے ڈیجیٹل مانیٹرنگ سسٹم متعارف کروایا جائے۔

☆ بدعنوانی کے خلاف سخت اقدامات کیے جائیں تاکہ پانی کے منصوبے وقت پر اور معیار کے مطابق مکمل ہوں۔

☆ K-4 منصوبے کو فوری طور پر مکمل کیا جائے تاکہ کراچی کے عوام کو پانی کی فراہمی ممکن ہو سکے۔

☆ زمینی پانی کے معیار کی مسلسل نگرانی کی جائے اور آرسینک جیسے زہریلے عناصر کی موجودگی کو کم کرنے کے لیے واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جائیں۔

☆ مقامی سطح پر بارش کے پانی کو ذخیرہ کرنے کے منصوبے (rainwater harvesting) کو فروغ دیا جائے۔

☆ ساحلی علاقوں میں زمین کو سمندر برد ہونے سے بچانے کے لیے مینگروز کی افزائش کی جائے اور قدرتی دفاعی لائنیں مضبوط کی جائیں۔

☆ ہمالیائی علاقوں میں ڈیموں کی تعمیر کے علاقائی اثرات پر پاکستان، بھارت، چین اور نیپال کے درمیان مکالمہ اور معاہدہ کیا جائے۔

☆ پانی کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے قومی سطح پر واٹر گورننس اصلاحات متعارف کروائی جائیں۔

☆ پانی کے بارے میں آگاہی مہمات میڈیا، سول سوسائٹی اور تعلیمی اداروں کے ذریعے چلائی جائیں تاکہ عوام ذمہ داری سے پانی استعمال کریں۔

☆ اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں پانی کے تحفظ سے متعلق مضامین شامل کیے جائیں تاکہ نئی نسل میں شعور پیدا ہو۔

☆ صنعتی شعبے کو پانی کے مؤثر استعمال کے لیے مخصوص قوانین اور نگرانی کے تحت لایا جائے۔

☆ حکومت، ریاستی ادارے، میڈیا، سول سوسائٹی اور عام شہری، سب کو مل کر قومی سطح پر پانی کے مسئلے پر اجتماعی حکمتِ عملی اختیار کرنی چاہیے۔

☆ پاکستان کو نئے آبی ذخائر اور ڈیمز کی تعمیر کا فوری آغاز کرنا چاہیے تاکہ پانی کے ذخیرے اور ترسیل کا نظام بہتر بنایا جا سکے۔

☆ پاکستان کو عالمی بینک اور اقوام متحدہ جیسے اداروں سے فعال کردار ادا کروانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ثالثی کا کردار مؤثر ہو۔

☆ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے، قومی سطح پر کلائمیٹ چینج پالیسی میں پانی کو اولین ترجیح دی جائے۔

☆ پاکستان اور بھارت کے درمیان آبی امور پر مسلسل تکنیکی اور سفارتی مذاکرات کی راہ ہموار کی جائے۔

☆ پاکستان کو اقوام متحدہ کے تحت ایک جامع آبی تحفظ کانفرنس بلانے کی تجویز پیش کرنی چاہیے۔

☆ پاکستان کو چین جیسے بااعتماد ممالک کے ساتھ آبی، زرعی اور توانائی شعبے میں مشترکہ منصوبے شروع کرنے چاہییں۔

☆ جنگ بندی جیسے حساس مواقع پر پاکستان کو خارجہ پالیسی میں مشروط بات چیت کی حکمت عملی اپنانی چاہیے۔

☆ قومی سلامتی پالیسی میں پانی کو بطور اسٹریٹیجک اثاثہ تسلیم کر کے پالیسی سطح پر اقدامات کیے جائیں۔

☆ خطے میں آبی سفارت کاری کو فعال اور سائنسی بنیادوں پر استوار کیا جائے، اور ماہرین کو نمائندگی دی جائے۔

☆ اندرونِ ملک آبی تنازعات (صوبوں کے درمیان) کو ترجیحی بنیادوں پر حل کر کے ایک مربوط نظام وضع کیا جائے۔

☆ پاکستان کو آبی بحران کے لیے 'نیشنل واٹر ایمرجنسی' کا اعلان کر کے عوامی اور ادارہ جاتی سطح پر فوری اقدامات کی ترغیب دینی چاہیے۔

☆ ہنگامی بنیادوں پر ایسے علاقوں میں آبی منصوبے شروع کیے جائیں جہاں خشک سالی اور قلتِ آب زیادہ ہے۔

☆ ہر شہری کو پانی کے استعمال میں بچت اور احتیاط کی ترغیب دی جائے، اور اس پر قومی مہم شروع کی جائے۔

☆ پارلیمنٹ میں پانی کے مسئلے پر خصوصی سیشنز منعقد کیے جائیں تاکہ قومی قیادت اس پر مکمل توجہ دے۔

☆ میڈیا میں ایسے بیانیے کو فروغ دیا جائے جو بھارت سے آبی تنازع کو جنگی انداز میں نہیں بلکہ سفارتی و قانونی طریقے سے حل کرنے کی ترغیب دے۔

☆کسانوں اور دیگر متعلقہ طبقات کو پانی کے مؤثر استعمال کی تربیت دی جائے تاکہ زمین اور پانی دونوں کا بہتر استعمال ہو۔

☆سندھ طاس معاہدے کے ممکنہ خلاف ورزیوں کے شواہد جمع کر کے عالمی عدالتِ انصاف میں مقدمہ دائر کرنے کا آپشن زیرِغور لایا جائے۔

☆عالمی ماحولیاتی تنظیموں سے اشتراک کر کے ماحولیاتی تبدیلی کے تناظر میں پاکستان کے نقصانات کو اجاگر کیا جائے۔

☆پاکستان کو اپنے سفیروں کو آبی مسائل پر تربیت دے کر دنیا بھر میں پاکستانی مؤقف کی بہتر نمائندگی کرنی چاہیے۔

ہمدرد شوریٰ پشاور کا اجلاس

ہمدرد شوریٰ (پشاور) کے اجلاس میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عدنان سرور خان (اسپیکر)، محترم سید مشتاق حسین بخاری (ڈپٹی اسپیکر)، محترم پروفیسر حامد محمود، محترم قاری شاہد اعظم، محترم ڈاکٹر اقبال خلیل، محترم ملک لیاقت علی تبسم، محترم ڈاکٹر سعید انور، محترم حاجی غلام مصطفی، محترم عبدالحکیم کنڈی، محترمہ پروفیسر غزالہ یوسف، محترمہ کنول آفتاب خٹک اور محترمہ ڈاکٹر سیما شفیع نے شرکت کی، جبکہ مبصرین میں محترم عبدالقدیر نجفی اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (پشاور) سے محترم محمد خالد اور محترم عابد شاہ شامل تھے۔ اجلاس میں محترم پروفیسر ڈاکٹر امیر نواز خان صاحب (سابق ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزاسٹر مینجمنٹ یونیورسٹی آف پشاور) کو بطور مہمان مقرر مدعو کیا گیا۔

محترم مہمان مقرر نے اپنے جامع خطاب میں کہا کہ میں ہمدرد شوریٰ کی صدر محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ کا دلی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیں ایک اہم قومی مسئلے کی طرف متوجہ کیا۔ انہی کی بصیرت اور رہنمائی کی بدولت ہم یہاں جمع ہیں تاکہ ہم پانی کے بحران جیسے اہم معاملے پر غور کرسکیں۔ محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ اپنے عظیم والد، شہید حکیم محمد سعیدؒ کے مشن کو نہایت احسن طریقے سے آگے بڑھا رہی ہیں۔

پانی کے مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ صرف سیاسی معاملہ نہیں، بلکہ ایک تکنیکی، انتظامی، مذہبی اور ماحولیاتی مسئلہ بھی ہے۔ قرآن مجید میں 63 مقامات پر پانی کا ذکر مختلف انداز میں آیا ہے؛ کہیں بارش، کہیں سیلاب، کہیں چشمے اور کہیں جنت کی نہروں کی شکل میں۔ پانی کو کبھی رحمت تو کبھی آزمائش کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی پانی کی حفاظت، صفائی اور بچت پر زور دیا گیا ہے۔

دنیا کی تاریخ میں کئی جنگیں پانی پر ہو چکی ہیں۔ آج بھی کئی ممالک کے درمیان اختلافات کی بڑی وجہ پانی کی تقسیم اور استعمال ہے۔ پاکستان کے لیے دریائے سندھ سب سے بڑا ذریعہ آب ہے، اور اس سے جڑے پانچ دریا سندھ طاس معاہدے کا حصہ ہیں۔

بھارت چونکہ بالائی سطح پر واقع ہے، اس لیے وہ ان دریاؤں کے پانی کو قابو میں رکھ سکتا ہے۔ جب چاہے پانی روک لیتا ہے اور جب چاہے چھوڑ دیتا ہے۔ کبھی خشک سالی پیدا کر دیتا ہے اور کبھی سیلاب کی صورت میں تباہی۔ یہ سب کچھ معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان کی جانب سے ایسے معاملات میں مؤثر آواز نہیں اٹھائی گئی۔ بھارت معلومات فراہم نہیں کرتا، پانی کی مقدار کے بارے میں شفافیت نہیں رکھتا، اور اکثر معاہدے کی شقوں کو نظرانداز کرتا ہے۔

ہمیں نہ صرف سیاسی سطح پر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے بلکہ مقامی سطح پر بھی اقدامات کرنے ہوں گے۔ ہمیں بارش کے پانی کو محفوظ بنانے، زیرِ زمین پانی کے استعمال میں احتیاط، چھوٹے چھوٹے آبی ذخیرے بنانے، پرانے آبی راستوں کی صفائی، اور آبپاشی کے جدید طریقے اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی نئی نسل کو پانی کے مسئلے سے آگاہ کرنا ہوگا تاکہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں پانی کی بچت کو اپنا شعار بنائیں۔

ماہرین اور شرکائے اجلاس کی طرف سے درج ذیل تجاویز پیش کی گئیں:

☆قرآن کریم کی وہ آیات سامنے لائی جائیں جن میں پانی کی اہمیت، اس کی تقسیم اور اس کے ضیاع سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

☆ بھارت کی طرف سے سندھ طاس معاہدے کو مسلسل نظرانداز کرنا بین الاقوامی اصولوں کے منافی ہے، حکومت کو اس پر سخت

مؤقف اپنانا چاہیے۔

☆ پانی صرف قدرتی دولت نہیں بلکہ ایک قومی تحفظ کا معاملہ ہے۔ ہمیں اسے محض سیاست کا موضوع نہیں بنانا چاہیے بلکہ قومی سلامتی سے جوڑ کر دیکھنا چاہیے۔

☆ پانی کی حفاظت صرف حکومت کی نہیں، ہر شہری کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں اپنے گھروں، اداروں اور شہروں میں پانی کی بچت کو فروغ دینا ہوگا۔

☆ اگرچہ بھارت سے بہت سی توقعات نہیں کی جا سکتیں، مگر ہمیں اپنے دفاعی، سائنسی اور سفارتی اداروں کو مضبوط بنا کر عالمی سطح پر آواز بلند کرنی چاہیے۔

☆ ہمیں فوری طور پر ملک بھر میں پانی کے ضیاع کے خلاف عوامی آگاہی مہم شروع کرنی چاہیے۔

☆ کالا باغ ڈیم جیسے منصوبوں پر اتفاقِ رائے پیدا کیا جائے۔ اگر کچھ نکات پر اعتراضات ہیں تو انہیں حل کر کے اس منصوبے کو ملک کے فائدے میں استعمال کیا جائے۔

☆ نوجوانوں کو شامل کر کے تعلیمی اداروں میں پانی کے تحفظ سے متعلق باقاعدہ نصاب اور سرگرمیاں متعارف کروائی جائیں۔

☆ عالمی سطح پر انصاف کا تقاضا ہے کہ طاقتور ممالک کمزور ممالک کے قدرتی وسائل پر غاصبانہ قبضہ نہ کریں۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ حق طاقت سے ہی لیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام پر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کی جانب سے مہمان مقرر کو ایک یادگاری تحفہ پیش کیا گیا۔

ہمدرد شوریٰ (راولپنڈی/اسلام آباد) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (راولپنڈی/اسلام آباد) کے اجلاس میں محترم پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد، محترم محمد عبد اللہ حمید گل، محترم ڈاکٹر فرحت عباس، محترم نعیم اکرم قریشی، محترم ڈاکٹر افضل بابر، محترم حکیم بشیر بھیروی، محترم طارق شاہین، محترم ڈاکٹر محمود الرحمن، محترم انجینئر مظفر اقبال، محترم اسلام الدین قریشی، محترم ایوب ایڈووکیٹ، محترم رانا محمد اکرم، محترم تنویر نصرت اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (راولپنڈی / اسلام آباد) سے محترم حیات بھٹی نے شرکت کی۔

فاضل اراکین شوریٰ نے موضوع کا تفصیلی جائزہ لیا۔ ان کی بحث اور تبادلہء خیال سے مندرجہ ذیل نکات مرتب ہوئے ہیں:

☆ پانی پاکستان کی بقاء کے لیے ضروری ہے پاکستان کا مستقبل محفوظ بنانے کے لیے پانی کے تحفظ کے لیے فوری اقدامات اٹھائے جائیں۔ پانی کا مسئلہ تکنیکی سے زیادہ سیاسی ہے اگر بروقت ڈیم بنا لیے جاتے تو آج پانی کی قلت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ 1960ء کا سندھ طاس معاہدہ ایک کمزور معاہدہ تھا جو بیرونی دباؤ پر تسلیم کرنا پڑا کیونکہ پانی کے بہاؤ کو روکنا ممکن نہیں ہوتا۔ بھارت نے سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور معاہدے کی پاسداری نہیں کی جبکہ معاہدے کی پاسداری کرانا اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ اسرائیل کی جارحیت کا ساتھ دے سکتے ہیں تو بھارت کو بھی معاہدے کی پاسداری کرانا ہوگی۔ ہمیں پانی کی اہمیت کو سمجھنا ہوگا اور پانی کی حفاظت کرنا ہوگی اور جدید ٹیکنالوجی اپنانا ہوگی۔ پاکستان کا شمار ان خوش قسمت ممالک میں ہوتا ہے جن کے پاس دنیا کا سب سے بڑا آبپاشی نظام موجود ہے لیکن یہ نظام پانی کی قلت کی وجہ سے دباؤ کا شکار ہے۔ پاکستان آبی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود پانی کے شدید مسئلہ سے دوچار ہے جس کی کئی وجوہات ہیں۔ پاکستان میں پانی کی کمی کی وجہ ماحولیاتی آلودگی، تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی، روایتی زرعی نظام اور ڈیموں کی کمی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ عوام میں آگہی کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ سے گھریلو ضرورت سے لے کر زرعی اور صنعتی پیمانے پر وافر مقدار میں پانی ضائع ہو رہا ہے۔ اگر پانی کی منصفانہ تقسیم اور آبی ذخائر کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے تو آنے والے دنوں میں اس سنگین مسئلے پر قابو پا کر پاکستان کو ایک ترقی یافتہ اور خوشحال ملک بنایا جا سکتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوامی شعور کی سطح کو بلند کرنا ہوگا تاکہ پانی کے تحفظ اور اس کے دانشمندانہ استعمال کو ہر سطح پر فروغ دیا جا سکے۔

☆ پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ جس کی معیشت، روزگار اور خوراک کی پیداوار کا انحصار بڑی حد تک پانی پر ہے۔ پچھلی چند دہائیوں سے ملک کو پانی کی شدید قلت کا سامنا ہے۔ تکنیکی طور پر دیکھا جائے تو پاکستان کے پاس پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش بہت کم ہے۔ تربیلا، منگلا اور چشمہ جیسے بڑے ڈیموں کے باوجود ہم صرف 30

دن کا پانی ذخیرہ کرسکتے ہیں جبکہ عالمی معیار 120 دن ہے۔سیاسی پہلو پانی کے بحران کو مزید پیچیدہ بنارہا ہے۔سندھ اور پنجاب کے درمیان پانی کی تقسیم پر تنازعات ،انڈس واٹر ٹریٹی کے تحت بھارت کی طرف سے دریاؤں پر ڈیموں کی تعمیر اور قومی سطح پر مربوط آبی پالیسی کا فقدان یہ سب عوامل اس مسئلے کو صرف تکنیکی نہیں رہنے دیتے بلکہ ایک سیاسی اور پالیسی سطح کا بحران بنا دیتے ہیں۔پانی کے بحران کا مسئلہ تکنیکی یا سیاسی نہیں بلکہ ایک ہمہ جہتی چیلنج ہے جس کے حل کے لیے قومی سطح پر واٹر پالیسی کا نفاذ جس میں تمام اکائیوں کا اتفاق ہو۔پانی کے انتظام میں جدید ٹیکنالوجی جیسے Drip Irrigation کا فروغ اور پانی کی بچت اور ماحولیاتی شعور اجاگر کرنے کے لیےعوامی مہمات جیسےعوامل شامل ہیں۔

☆ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کرۂ ارض پر پانی زندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے جس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر آپ لبِ دریا بیٹھے ہیں تو وضو کے لیے اُتنا ہی پانی استعمال کرنا ہے جتنی ضرورت ہے۔ہمارے ہاں پانی کی جو سرکولیشن ہے واٹر اسٹوریج نہ ہونے کے برابر ہے۔بیرونِ ممالک میں وضو کے پانی کو بھی اسٹور کیا جاتا ہے۔یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔گاڑیاں دھونے کے لیے بہت زیادہ پانی بہایا جاتا ہے۔1960ء سندھ طاس معاہدے کے نتیجے میں پاکستان اپنے چھ دریاؤں میں سے تین دریاؤں بیاس،راوی اور ستلج کے پانی کے حق سے محروم ہوا۔جس سال بارشیں زیادہ ہوتی ہیں تو بھارت بھی ان دریاؤں کو کھول دیتا ہے نتیجہ سیلاب کی شکل میں ہمیں ملتا ہے۔پاکستانی قیادت اگر دور اندیش اور بصیرت افروز ہوتو ٹیکنالوجی کی مدد سے چھوٹے بڑے گلیشیئرز کو محفوظ طریقے سے پگھلا کر پانی کی موجودہ مقدار کو دوگنا کیا جاسکتا ہے۔

☆ صفائی نصف ایمان ہے۔صفائی کے لیے جو پانی کی مقدار مقرر کی گئی ہے،ہم اس کو بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔نصابی سرگرمیوں میں ماحول کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ پانی کی اہمیت پر بھی زور دینا چاہیے۔ہمارا نہری نظام فرسودہ ہے اور اسٹوریج کا ذریعہ بھی نہیں۔65 سال تک ہم کوئی مزید ڈیم نہیں بنا سکے اگر اس مسئلے کو سنجیدہ نہ لیا گیا تو آنے والے چند سالوں میں شدید پانی کی قلت کا سامنا ہوگا۔جس قدر ممکن ہوسکے ہمیں پانی کو ضائع کرنے سے خود بھی بچنا ہوگا اور اپنے اردگرد موجود لوگوں کو بھی آگہی فراہم کر کے اس کی بچت کو یقینی بنانا ہوگا تاکہ اپنے پیارے وطن پاکستان کو پانی کی قلت سے محفوظ رکھا جاسکے۔یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عمل میں دوسروں کی جانب دیکھنے کے بجائے پہلا قدم خود اٹھانا ہوگا۔یاد رکھیۓ پانی کی بچت زندگی کی ضمانت ہے آج کی بچت کل کی بقاء کی کنجی ہے۔

☆ پاکستان میں پانی کا بحران وقت کے ساتھ شدت اختیار کرتا جارہا ہے۔دریاؤں پر انحصار کرنے والا ہمارا ملک پہلے ہی پانی کی قلت،آبی وسائل کے ناقص استعمال اور بین الصوبائی بد اعتمادی کا شکار ہے۔تکنیکی مسائل میں آبادی میں اضافہ،فرسودہ آبپاشی نظام،لاکھوں کیوسک میٹھا پانی سمندر میں جا کر گرتا ہے۔ماحولیاتی تبدلیاں پانی کے ذخائر پر برے اثرات ڈال رہی ہیں۔ سیاسی پہلو سے دیکھا جائے تو پانی کے معاملے میں وفاق اور صوبوں کے درمیان اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔قومی سطح پر ایک واضح اور متفقہ پانی کی پالیسی بنائی جائے تاکہ پانی کے استعمال پر سیاسی جنگ کے بجائے ہم اپنے وسائل کو بروقت اور منصفانہ طریقے سے استعمال کرسکیں۔

☆ ماہرین کے مطابق پاکستان میں ہر سال پانی کی سطح ایک میٹر کم ہورہی ہے۔پاکستان میں پانی کی کمی کی بڑی وجہ عوام میں آگہی کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ سے پانی گھریلو ضرورت سے لے کر زرعی اور صنعتی پیمانے پر وافر مقدار میں ضائع ہورہا ہے۔پانی کی سپلائی کے پائپ جگہ جگہ سے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے پانی ضائع ہورہا ہے۔ واسا کے محکمے کو خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔دوسری جانب پانی کی کمی اور خشک سالی کی وجہ سے خدشہ ہے کہ 25 کروڑ آبادی کا ملک پاکستان اپنی تاریخ کے ایک بڑے خوراک کے بحران کی جانب بڑھ رہا ہے۔پانچ براعظموں میں پچاس سے زائد ممالک پانی کے مسئلے سے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونے کے خطرے سے دو چار ہیں۔عالمی ادارے کے مطابق پاکستان ان دس ممالک میں شامل ہے جو سب سے زیادہ پانی کی قلت کا شکار ہے۔زیادہ تر ممالک میں جدید طریقے سے پانی کی کمی کو پورا کیا جارہا ہے۔

جدید ٹیکنالوجی کو اپنانے سے کافی حد تک پانی کا ضیاع رک سکتا ہے اگر بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو تاریخ کے ایک بڑے بحران کی جانب بڑھنے سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔

☆سندھ طاس معاہدہ پاکستان کے حق میں نہیں تھا یہ جارحیت تو بھارت کی طرف سے تھی لیکن ہم اندرونی جارحیت کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کالا باغ ڈیم بنانے کی مخالفت ہمارے اپنے رہنماؤں نے کی اور پاکستان کے لیے اہم ترین معاملے کو سیاست کی نظر کر دیا۔ اگر یہ ڈیم بن جاتا تو آج ہم پانی اور بجلی کے بحران سے نجات حاصل کر چکے ہوتے۔ ہر سال سیلاب آتے ہیں لیکن ہم نے پانی کو ذخیرہ کرنے کا انتظام نہیں کیا۔ دریائے سندھ سے نہریں نکالنے کے مسئلے پر ابھی حال ہی میں سیاست کی گئی۔ علاقائی سیاست کی خاطر قومی مفاد کو پسِ پُشت ڈال دیا گیا۔ کرۂ ارض کا 3/4 حصہ سمندر پر مشتمل ہے۔ ہمیں صاف پانی کی حفاظت کرنی ہو گی تا کہ ہماری آنے والی نسلیں اس بحران کا شکار نہ ہو سکیں۔ ہمیں اپنے اپنی Governance System کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

☆1960ء سندھ طاس منصوبہ میں ہمارے تین دریا بھی چھین لیے گئے آج دریائے راوی خشک پڑا ہے پہلے کسی زمانے میں اتنا پانی ہوتا تھا کہ لاہور میں سیلاب آ جاتا تھا۔ آج فصلوں کے لیے بھی پانی کم پڑ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کا وجود قائم رکھنے کے لیے زمین پر اپنی رحمت سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے۔ اب تک دریافت شدہ سیاّروں اور ستاروں میں سے زمین ہی وہ واحد سیارہ ہے جہاں زندگی پوری آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہے اور اس کی وجہ یہاں پر انمول نعمتوں میں سے ایک نعمت پانی ہے۔ صاف پانی کی خاطر دنیا بھر میں بہت ساری کوششیں ہو رہی ہیں ہمیں اس کی اہمیت کو سمجھ کر اسے محفوظ کرنا ہو گا۔ اگر پانی جیسی نعمت نہیں ہو گی تو ہماری بقاء اور زندگی کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ ہمیں سیاسی طور پر مل بیٹھنا ہو گا اور پانی کی حفاظت کے لیے جامع پالیسی بنانا ہو گی تا کہ ملک کو درپیش پانی کے مسئلہ سے نمٹا جا سکے۔

☆گزشتہ 65 برس سے ڈیمز کی قلت سے آج یہ مسئلہ زور پکڑ رہا ہے ڈیمز کی تعمیرات حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہونی چاہیے اس مسئلہ پر سنجیدگی سے سوچنا ہو گا۔ اگر اس مسئلہ پر قابو نہ پایا گیا تو آنے والے دنوں میں یہ مسئلہ شدت اختیار کر جائے گا۔

☆پانی کی حفاظت کرنا ہمارا اوّلین فرض ہونا چاہیے۔ پانی کی بچت کے حوالے سے تمام تر ذمہ داری صرف حکومتی اداروں پر عائد نہیں ہوتی مستقبل میں مشکلات سے بچنے کے لیے پاکستان کے ہر شہری کو اس میں اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ اگر آج ایک بوند کی اہمیت ہم جان لیں تو مستقبل میں یہی پانی ہماری آنے والی نسلوں کے زیرِ استعمال آ سکتا ہے۔

☆اسلام نے ہمیں اسراف سے منع فرمایا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے ''اور نشانی ہے قدرت کی اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے''۔ پانی کی اہمیت کو نصابی کتب میں سرِفہرست شامل ہونا چاہیے۔ خاص طور پر گھر میں والدین اور اسکول میں اساتذہ بچوں کو پانی کی افادیت سے آگاہ کریں۔ اگر پانی کے وجود کو برقرار رکھنا ہے تو ہمیں اپنی روزمرّہ زندگی میں چھوٹے چھوٹے اقدامات کے ذریعے پانی کو ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں۔

☆روزِ اوّل سے ہمارا پڑوسی ملک سیاسی جارحیت کا مرتکب رہا ہے۔ جب یہ حربہ کامیاب نہ ہوا تو جنگی جارحیت کا مرتکب ہوا اور اب ایک نیا ہتھکنڈا آبی جارحیت کا استعمال کر رہا ہے۔ سندہ طاس معاہدے کے تحت بھارت پاکستان کا پانی روک نہیں سکتا۔ پانی پاکستان کی روح ہے گلیشیئر ز تیزی سے پگھل رہے ہیں اسکو ذخیرہ کرنے کے لیے حکومتِ وقت یہ اہم ذمہ داری نبھانا ہو گی۔ پاکستان میں پانی کا مسئلہ تکنیکی اور سیاسی کے علاوہ انتظامی بھی ہوتا جا رہا ہے جو دو ایٹمی طاقتوں کے درمیان تباہی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ موجودہ وقت میں یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ عوام میں پانی کی بچت کا شعور بیدار کیا جائے۔ معقولہ ہے کہ'' دادا نے پانی دریا میں دیکھا۔ والد نے پانی کنوئیں میں دیکھا۔ ہمارے بچوں نے پانی بوتل میں دیکھا۔ جبکہ شاید ہمارے پوتے پانی کیپسول میں دیکھیں اور اگر اس کا کوئی فوری حل نہ کیا گیا تو آنے والی نسلیں پانی آنسوؤں میں دیکھیں گی''۔

محترم ڈپٹی اسپیکر نے بحث کو سمیٹتے ہوئے کہا کہ پانی کی اہمیت کے ساتھ ساتھ موسمیاتی تبدیلیوں کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں پر ہمالیہ کے پہاڑوں کا ایک بڑا حصہ شامل ہے جس سے نکلنے والے پانی کو اگر استعمال میں لایا جائے تو پانی کی قلت جیسے مسئلے سے نمٹا جا سکتا ہے لیکن پاکستان میں پانی کو محفوظ کرنے کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہیں ہیں اور تقریباً 70 ارب ڈالر مالیت کا پانی سمندر میں پھینک کر ضائع کر دیتا ہے۔ پاکستان کو اس وقت ایک منظم اور واضع واٹر پالیسی مرّتب کر کے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو نہ صرف پانی کو مختلف اقسام میں بانٹے اور ہر قسم کو اس کے لحاظ سے پروسیس کر کے اس کا استعمال عمل میں لایا جائے اس کے علاوہ آبپاشی میں استعمال ہونے والے پانی کے لیے جدید طریقۂ کار متعارف کروائے جائیں تا کہ اس ملک پاکستان کی دھرتی کو پانی کی قلت جیسے مسائل سے چھٹکارا مل سکے۔

ہمدرد شوریٰ (لاہور) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (لاہور) کے اجلاس میں محترم قیوم نظامی (ڈپٹی اسپیکر)، محترم محمد اکرم، محترم انجینئر ڈاکٹر جاوید یونس اوپل، محترم احمد اویس، محترم ڈاکٹر شفیق احمد جالندھری، محترم رانا امیر احمد خان، محترم پروفیسر نصیر اے چوہدری، محترم ثمر جمیل خان، محترم ڈاکٹر مجاہد منصوری، محترم انجینئر شفیق احمد چوہدری جبکہ مبصرین میں محترم سید احمد حسن، محترم راشد حجازی، محترمہ مہناز رفیع، محترمہ ثمن عروج، محترم انجینئر محمد آصف، محترم علی رضا، محترم محمد رفیع کھرل، محترم فاروق اکرم، محترم اقبال پیام، محترم محمد نصیر الحق ہاشمی اور دیگر نے شرکت کی اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (لاہور) سے محترم سید علی بخاری نے شرکت کی۔ اجلاس میں محترم ذوالفقار میتھیو صاحب (تجزیہ کار) اور پروفیسر ڈاکٹر مجاہد منصوری (تجزیہ کار) کو بہ طور مہمان مقرر مدعو کیا گیا۔

مہمان مقررین نے اپنے خطاب میں مذکورہ موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ پانی ناصرف ضرورت ہے بلکہ پانی زندگی ہے۔ زراعت، معیشت اور قومی سلامتی کا دارو مدار اسی پانی پر منحصر ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان اس وقت ایک شدید آبی بحران سے دوچار ہے جو بیک وقت تکنیکی کمزوریوں داخلی سیاسی الجھنوں کا شکار ہے۔ساتھ ہی دفاع پاکستان کا چیلنج تو ہمیں ہمیشہ ہی رہتا ہے مگر اس کے ساتھ حیات پاکستان کے چیلنجز کا بھی ہمیں سامنا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں دنیا کو سمجھانا ہوگا کہ حیات پاکستان کا مسئلہ ہماری بقاء اور ہماری زندگی کا سوال ہے کشمیر کے بیانیہ پر جو تاریخی ارشاد بانئ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے کیا اور کشمیر کو شہ رگ قرار دیا، ہم پاکستانی اسے شہ رگ تو سمجھتے ہیں مگر دنیا کے سامنے اس کو باور نہ کرا سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ آج ہمارے سامنے اپنی نوعیت کا حساس ترین مسئلہ فوڈ سیکیورٹی کی شکل میں ایک چیلنج بن کے سامنے آرہا ہے بین الاقوامی معتبر ذرائع اور ان کے سروے کے مطابق جن حساس ملکوں کی نشاندہی کی جا رہی ہے ان میں پاکستان بھی فوڈ سیکیورٹی کے مسائل کا شکار ہونے والے ممالک میں شامل ہے دیکھا جائے تو ہماری گندم اور چاول کی کاشت پر خطرات منڈلانے لگے ہیں یعنی اب چناب کا پانی بند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری اجناس بالخصوص چاول کی کاشت پر براہ راست حملہ کیا جا رہا ہے، چونکہ چاول کی کاشت زیادہ تر دریائے چناب کے دونوں کناروں پر کی جاتی ہے اور اس اہم معاملے پر ہمارا کوئی ہوم ورک بھی نہیں ہے ان کا کہنا تھا کہ بگلیہار اور کشن گنگا ڈیم بنا کر انڈیا پہلے ہی سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کر چکا ہے اور انڈیا نے یہ ہوم ورک کیا ہوا ہے کہ پاکستان کو ممکنہ حد تک واٹر بم کے ذریعے کس حد تک نقصان پہنچایا جا سکتا ہے یہ اس کے مزموم عزائم ہیں مگر اس پر کامیابی اتنی آسانی سے ممکن نہیں ہے ڈاکٹر صاحب کا مزید کہنا تھا کہ موجودہ جنگ کے حوالے سے ہمیں اطمینان حاصل ہوا کہ پاک فضائیہ نے ایک بہت بڑا ڈینٹ انڈیا کو ڈال دیا ہے اس سے قبل انڈیا پاکستان میں جنگ کرانے کے بہانے تلاش کر رہا تھا اور اپنے دفاعی ماہرین کے ساتھ بیٹھکیں کر کے اس کی پلاننگ کر رہا تھا مگر اسے منہ کی کھانی پڑی انڈیا کے ایک سنجیدہ میڈیا سیکشن اور دفاعی ماہرین نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ پاکستان کو انڈیا پر برتری حاصل ہے باوجود اس کے رافیل ان کے پاس ہیں مگر اس کو سمجھنے اور اس کی

ٹریننگ میں کم از کم پانچ سال لگ سکتے ہیں، پانی کے حوالے سے بھارت کو یہ بات ذہن نشین کرنا ہوگی کہ وہ بھی دریاؤں کے حوالے سے چائنہ کا مرہون منت ہے۔

فاضل اراکین شوریٰ نے موضوع کا تفصیلی جائزہ لیا۔ ان کی بحث اور تبادلہء خیال سے مندرجہ ذیل نکات مرتب ہوئے ہیں:

☆الحمدللہ پاکستان کی افواج متحد بھی اور بھرپور قوت بھی رکھتی ہے ہم ایٹمی طاقت ہیں۔ مقبوضہ کشمیر اور اس سے جڑے پانی کے اہم مسئلہ کو کسی نتیجے پر ہمیں پہنچانا چاہیے اس کے اوپر حکومتی لیول اور نجی حوالے سے بھی بہت کچھ لکھا اور اس پر کئی اسٹڈیز بھی ہوئی ہیں۔

☆انڈیا نے نیلم، جہلم پر حملہ کر کے سندھ طاس معاہدے کی ایک بار پھر خلاف ورزی کی وہاں اس نے ایسا کر کے بین الاقوامی طور پر ہمیں موقع فراہم کر دیا ہے کہ ہم بھی اس کے ڈیمز کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ لہذا اگر ہم اس قسم کا کوئی قدم اٹھائیں تو ہمارے اوپر الزام نہیں آئے گا اور وہ ہمیں قانونی طور پر اب روک بھی نہیں سکے گا۔ اس پر بھی سوچ بچار کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔

☆معاہدے کی رو سے مغربی دریاؤں سے پاکستان کا پانی روکا نہیں جا سکتا لیکن اگر بھارت آبی جارحیت کرتا بھی ہے تو اس پر غور و فکر کے ساتھ ٹھوس اقدامات کیے جانے چاہییں۔ جیسا کہ سیلاب کے دنوں میں وافر پانی چھوڑا جاتا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے پاس اس کے ذخیرہ کرنے کے لیے انتظامات موجود ہونے چاہییں۔

☆ہمارے پاس کمیونیکیشن ٹیکنالوجی موجود ہے، ہمیں ایک مؤثر کمیونیکیشن فرنٹ ڈیویلپمنٹ کرنے کی ضرورت ہے اس کا رخ چینلائز کریں اور اس پر قومی اتفاق رائے پیدا کر کے اپنا بھرپور مؤقف دنیا کے سامنے واضح کریں تاکہ دنیا کو کشمیر کی اصل حقیقت سے آگاہ کر سکیں جیسا کہ امریکی صدر کا کشمیر کے حوالے سے بیان کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کروانے کی ضرورت ہے اس سے پہلے بھی آزادی کے بڑے لیڈر نیلسن منڈیلا نے بھی کہا تھا کہ کشمیر حل طلب مسئلہ ہے لیکن اس اہم شخصیت کے بیانیہ کو ہم دنیا کے سامنے اجاگر نہ کر سکے، ایک بار پھر ہم آج مایوس کن صورتحال سے پلٹ گئے ہیں جیسا کہ سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کا بیان ہے کہ انڈیا نے پاکستان پر حملہ کر کے غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ لہذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھرپور طریقے سے کشمیر کے مسئلے پر دنیا کی توجہ مرکوز کرا سکیں اور اس کے ساتھ یہ بھی باور کروانا ہوگا کہ انسانیت کے نقطہء نظر سے کسی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے دریاؤں کا رخ موڑ دے۔

☆پانی کے حوالے سے ایک اہم بات یہ بھی ہے جو ہمارے مقدمے کو کمزور کرتی ہے۔ وہ ہمارے پانی کا ضیاع ہے کہ ہم جتنا پانی سمندر میں پھینک کے اپنے پانی کو ضائع کرتے ہیں اس کا فوری طور پر ٹھوس حل تلاش کریں جو ہماری حکومت کو کرنا ہوگا کہ وہ جو مناسب سمجھتے ہیں وہ کر گزریں جیسا کہ دیگر معاملات جن میں ٹیکس لگانے ہوتے ہیں تو وہ لگ جاتے ہیں اور وہاں کوئی مخالفت بھی نہیں ہوتی۔ اگر ہم نے یہ فیصلے مستقبل کے حوالے سے کرنے ہیں تو مل بیٹھ کر اس پر فیصلہ لیتے ہوئے عمل پیرا ہو جانا چاہیے، اس وقت پوری قوم یک زبان ہے لہذا قومی سطح پر تمام قوتوں کے کو بٹھا کر کالا باغ ڈیم سمیت دیگر آپشن پر غور کرنا چاہیے اور ایک متفقہ فیصلے کی طرف سے آنا چاہیے تاکہ ہم پانی کو استعمال کے لیے ذخیرہ بھی کر سکیں اور اس سے بجلی بھی پیدا کر سکیں۔

☆بارشوں کا پانی جو ضائع ہو جاتا ہے اس کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ لاہور کی اگر آپ مثال لیں تو جو 100 فٹ سے اوپر پانی موجود ہوتا تھا اب 800 فٹ نیچے چلا گیا ہے۔ اس کے بعد آئندہ کے لیے گنجائش ہمارے پاس بہت تھوڑی رہ جائے گی جو پانی دریائے راوی سے ہمیں آتا تھا اب وہ بھی خشک ہو گیا ہے زیرزمین پانی کا جوری چارج ہونا تھا وہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے اور یہ مسئلہ آئندہ سالوں میں گمبھیر صورتحال اختیار کر جائے گا۔ ہماری آنے والی نسلیں کیا کریں گی تو اس حوالے سے ہم نے سوچنا ہے کہ ہمارے ہاں اللہ کے فضل سے بارشیں ہوتی ہیں اس کے اوپر ایک اسٹڈی بھی ہوئی ہے بلکہ ایک پریکٹیکل بھی ہوا ہے کہ لاہور میں 43 جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں یہ بارشوں کا پانی جمع ہو سکتا ہے اور اس پانی کو ہم زیرزمین لے جائیں تو ہمارے پانی کی سطح بلند ہو سکتی ہے ان 43 جگہوں، جو کہ لاہور

کے اندر موجود ہیں، جس میں سے ایک قذافی اسٹیڈیم کے قریب ہے وہاں یہ تجربہ کیا جا چکا ہے کہ وہاں ایک بارش سے پانی کا لیول ساڑھے تین فٹ اوپر ہوا تو اس سلسلے میں صرف ایک بارش کے نتیجے میں ایسا ہوا تو اگر پورے لاہور اور اسی طرح دیگر بڑے بڑے شہروں میں بھی بارش کے پانی کو کنٹرول کر لیا جائے اور ہم اس کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ بارش کا پانی مصرف میں آ جائے گا اور ہماری ضرورت کسی حد تک پوری ہو سکے گی۔

☆ موجودہ صورتحال میں ہمیں کئی محاذوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے انڈیا کے ساتھ دفاعی محاذ، ہماری شہ رگ کشمیر کا محاذ یہ تو لازم و ملزوم ہے، مگر اس کے ساتھ پانی کو ضائع ہونے سے روکنے کا محاذ بھی ہمیں درپیش ہے۔

☆ بھارت نے رات کی تاریکی میں سول آبادی پر بزدلانہ حملہ کیا جبکہ پاک فوج نے جواب میں اس کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا، ان کا ڈیفنس سسٹم ناکار بنایا اور دشمن کے جدید ترین طیارے اور ڈرون تباہ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ بہادری اور جنگی مہارت میں افواج پاکستان کا کوئی ثانی نہیں۔ اور پوری قوم اپنی جرات مند فوج کے ساتھ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ساتھ کھڑی ہے۔

اس دعا کے ساتھ اجلاس کا اختتام ہوا کہ اللہ پاک ہمارے وطن کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت فرمائے اور ہم اپنے وطن عزیز کو نئی بلندیوں کی طرف لے جانے کے قابل ہو سکیں۔

ہمدرد شوریٰ مئی 2025ء
کے موضوعِ فکر
”پاکستان کا پانی کا مسئلہ: تکنیکی یا سیاسی؟“
پر تحریری طور پر موصول ہونے والی اراکین شوریٰ کی سفارشات اور تجاویز:

پروفیسر ڈاکٹر سعید انور
(رُکن ہمدرد شوریٰ پشاور)

پانی کتاب و سنت سے واضح ہے کہ ایک اہم وسیلہ (resource) ہے، آپ اِسے انسانی مفاد کے لیے منظم کریں گے تو یہ ایک تکنیکی معاملہ ہے؛ اِس کے ذریعے استحصال کرنا چاہیں گے تو یہ سیاسی مسئلہ بن جائے گا۔

پاکستان میں پانی کی قلت ایک سنگین مسئلہ ہے جو زراعت، صنعت اور گھریلو استعمال پر منفی اثر ڈال رہا ہے۔ درج ذیل میں اس مسئلے کے چیلنجز اور ممکنہ حل کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے:

پانی کی قلت کے چیلنجز: (Challenges of Water Scarcity)

۱۔ آبادی میں اضافہ:
بڑھتی ہوئی آبادی پانی کی طلب میں اضافہ کر رہی ہے جبکہ وسائل محدود ہیں۔

۲۔ زرعی شعبے میں پانی کا ضیاع:
پاکستان میں زراعت میں روایتی اور ناکارہ آبپاشی کے طریقے استعمال ہوتے ہیں، جن سے بہت سا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔

۳۔ ڈیمز کی کمی:
بڑے ذخائر (ڈیمز) کی کمی کی وجہ سے بارش اور دریاؤں کا پانی محفوظ نہیں ہو پاتا۔

۴۔ ماحولیاتی تبدیلیاں:
گلوبل وارمنگ کی وجہ سے برف کے گلیشیئرز تیزی سے پگھل رہے ہیں، جس سے پانی کی دستیابی متاثر ہو رہی ہے۔

۵۔ پانی کی آلودگی:
صنعتی اور شہری فضلہ دریاؤں میں چھوڑا جا رہا ہے، جس سے صاف پانی کی مقدار کم ہو رہی ہے۔

حل: (Solutions)

۱۔ نئے ڈیمز کی تعمیر:
کالا باغ، بھاشا اور داسو جیسے منصوبے مکمل کیے جائیں تاکہ پانی ذخیرہ کیا جا سکے۔

۲۔ جدید آبپاشی نظام:
ڈرِپ اریگیشن اور اسپرنکلر سسٹمز جیسے جدید طریقے متعارف کروائے جائیں تاکہ پانی کا ضیاع کم ہو۔

۳۔ پانی کی بچت سے متعلق آگاہی:
عوام میں پانی کے مؤثر استعمال اور اس کے تحفظ کے بارے میں شعور اجاگر کیا جائے۔

۴۔ پانی کی ری سائیکلنگ:
صنعتی اور شہری سطح پر گندے پانی کو صاف کر کے دوبارہ قابل استعمال بنایا جائے۔

۵۔ قانون سازی اور نگرانی:
پانی کے غیر ضروری استعمال پر قوانین بنا کر ان پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔

stream impact.

Climate Change:
The Himalayan glaciers, which feed the Indus Basin, are predicted to diminish due to climate change. This will significantly affect water flow patterns and increase the risks of both floods and droughts.

Political Issues:
Trust and Cooperation
Historical conflicts, including the unresolved Kashmir dispute, have fostered deep mistrust between the two countries. This mistrust poses a major obstacle to resolving water-related issues through cooperative dialogue.

National Security:
Water has become a national security concern for both countries, with each side linking water access to issues of sovereignty and territorial integrity.

Diplomatic Tensions:
India’s attempts to unilaterally modify aspects of the IWT have been met with firm resistance from Pakistan, which insists that any discussion must remain within the framework of the original treaty.

International Mediation:
The World Bank, which played a central role in brokering the IWT, has intermittently mediated disputes. However, the treaty's effectiveness is now being tested by rising tensions and evolving environmental challenges.

Conclusion:
The water conflict between Pakistan and India is deeply intertwined with both political and technical dimensions. A comprehensive and cooperative approach is essential to resolve the ongoing disputes and ensure long-term water security for both nations.
In light of recent military conflicts and India’s defeat, it appears unlikely that India will be inclined to offer any concessions to Pakistan in the near future.
Moreover, over the past five decades, successive governments in Pakistan have failed to construct new dams, resolve internal disputes regarding the fair distribution of available water, and implement effective measures to prevent water wastage. These oversights have significantly worsened the national water crisis and must be addressed urgently for a sustainable future.

shown that only two-thirds of the designed discharge actually reaches canal outlets – the rest is lost to seepage or illegal extraction. In Karachi, it is estimated that 55–60% of the Water and Sewerage Board's supply disappears before reaching paying consumers.

Another alarming concern is sea intrusion, which has reportedly claimed over 480,000 hectares of farmland in Thatta and Badin. Globally, glaciers are melting at an unprecedented rate, no longer reflecting the sun's heat but absorbing it – contributing to global warming, shifting weather patterns, and both floods and extreme droughts.

We must also address the rising levels of arsenic in our subsoil water. Effective liquid waste management and prevention of waste discharge into freshwater sources are essential. According to the World Health Organization (WHO), arsenic levels in some areas of Pakistan's groundwater have reached up to 200 micrograms per litre – four times the safe limit of 50 micrograms.

Furthermore, we must prioritise the timely completion of the K-IV Karachi Water Supply Project, which is vital to meeting the city's growing water needs.

In conclusion, water scarcity in Pakistan is not a distant threat – it is a present reality that demands urgent and sustained action. It affects our food security, economic stability, inter-provincial relations, and the well-being of millions. The decisions we make today will determine whether we pass on a water-stressed nation or a water-secure future to our next generation.

Let us come together – government, civil society, academia, and the people of Pakistan – to address this crisis with the seriousness it demands. I hope the key discussions generated here today will help guide Pakistan toward a more resilient and water-secure future in the decades to come.

Zafar Iqbal
Member, Hamdard Shura Karachi

Water Issues Between Pakistan and India

The water problems between Pakistan and India are a complex mix of technical and political challenges, primarily revolving around the Indus Waters Treaty (IWT), which was signed in 1960.

Key Aspects:

1.Technical Issues
2.Water Distribution

Under the IWT, the eastern rivers—Beas, Ravi, and Sutlej—were allocated to India, while the western rivers—Indus, Jhelum, and Chenab—were allocated to Pakistan. However, India's construction of dams, such as the 330 MW Kishanganga Dam on the Jhelum and the 850 MW Ratle Hydroelectric Project on the Chenab, has raised serious concerns in Pakistan about water security and its down-

Justice Zia Perwez
Member, Hamdard Shura, Karachi

Our growing water scarcity. Water, the very essence of life and the foundation of our economy, is becoming an increasingly scarce resource in our country. Pakistan is now among the most water-stressed nations in the world. According to the World Bank's diagnostic report Pakistan: Getting More from Water (2019), per capita water availability has already dropped below 1,100 m^3 and could fall to just 900 m^3 by 2050.

This situation is not merely an environmental concern – it is a national crisis with profound implications for our agriculture, economy, and internal harmony. Pakistan's economy is significantly dependent on agriculture, a sector that relies heavily on our river systems. Yet today, the flows that once nurtured our fields are steadily dwindling. Climate change has disrupted traditional weather patterns, reducing rainfall and increasing the risk of drought across large parts of the country. These dry spells are becoming more frequent and more intense. Their impact is already being felt by farmers, who are facing shrinking harvests and lower yields.

Recent developments regarding the Indus Waters Treaty – the framework governing our shared rivers with India – have added another layer of vulnerability. Concerns over upstream construction and water flow manipulation require us to remain vigilant, proactive, and diplomatic in defending our water rights, while simultaneously strengthening internal water management.

The current water crisis is not solely about supply shortage; it also involves our capacity to store and manage water efficiently. Pakistan captures only a fraction of its annual river flows, resulting in massive water loss during the monsoon season. Without sufficient reservoirs, we are unable to store excess water for the dry months. This is why the construction of new dams is critical. Projects such as Diamer-Bhasha and Mohmand are not just development goals – they are lifelines for our nation's future.

In the broader regional context, China's plan to construct the world's largest hydropower dam on the Brahmaputra River marks a significant geopolitical shift in South Asia. Reportedly capable of generating 60 gigawatts of electricity, this dam may also impact India's water availability. For Pakistan, this development aligns with broader strategic interests. As a lower riparian state, Pakistan has long faced challenges from shared rivers with India, and this project may alter the regional water dynamics.

Additionally, water scarcity in Pakistan is also linked to governance challenges. For example, in some irrigation areas, studies have